طنز و مزاح

ہم شریف لوگ

از

جناب طغرل فرغان

آپ یقین کیجئے کہ میں شرفار کے طبقے سے تعلق رکھتا ہوں۔ ثبوت کے میرے جوتے حاضر ہیں، ان کی چمک دمک ملاحظہ فرمائیے۔ میں دعوے کرتا ہوں کہ آپ ان میں اپنی شکل دیکھ سکتے ہیں ——— لیکن ٹھہرئیے آپ نے تو اُلٹ پلٹ شروع کردی ——— نہیں ان کے تلے ذرا دیکھئے ——— ان میں دو بڑے بڑے سُوراخ ہیں جو نیچے ہی نیچے میرے تلووں میں غلاظت اور گندگی لپیٹے رہتے ہیں۔ مئی جون کی آگ اُگلتی ہوئی دھرتی انھیں سُوراخوں کے ذریعے مجھے زندگی کا احساس دلاتی رہتی ہے۔ لیکن میں مطمئن ہوں، صرف اس لئے کہ آپ تو صرف اُوپر کے چمڑے کی چمک دمک دیکھتے ہیں۔

تو یقین کیجئے کہ میں متوسط طبقہ کا ایک خاندانی شریف ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور یقین کریں گے۔ کیونکہ آپ میرے جسم پر گیبرڈین کا سوٹ دیکھ کر یہ اندازہ نہیں کر سکتے کہ میرے معدے میں باجرے کی روٹی اور بینگن کا بھرتا مسٹر رہا ہے۔

ارے، آپ یہاں دھوپ میں سڑک پر کیوں کھڑے ہیں۔ آئیے میری بیٹھک میں تشریف رکھئے۔

جی ہاں، یہ کرُسیاں بریلی سے منگوائی تھیں۔ یعنی فرنیچر تو کچھ بریلی ہی میں بنتا ہے۔ یہ قلمدان! ——— یہ بھی تاریخی چیز ہے۔ آپ نے خان بہادر بخش مرحوم کا نام تو سُنا ہی ہوگا، وہ میرے نانا کے سوتیلے چچا کے سالے کی خالہ کے داماد تھے۔ یہ قلم دان اُنھیں لارڈ کچنر نے عطا فرمایا تھا ——— اور یہ اُگالدان! ——— آپ یقین نہ کریں گے ——— لیجئے سگریٹ پیجئے ——— ہاں تو اس اُگالدان میں نادر شاہ دُرانی نے پانی پیا تھا ——— آپ ہنس رہے ہیں ——— یقین کیجئے! ——— جب نادر شاہ نے دلّی پر حملہ کیا تھا اُس وقت یہ اُگالدان گلاس کی شکل میں تھا اور نادر شاہ نے اس میں پانی پیا تھا ——— بعد میں مغلوں نے نادر شاہ کی توہین کرنے کے لئے اِسے اُگالدان بنا دیا ——— یہ تصویر میرے نانا نے پیرس کی بین الاقوامی نمائش میں ڈیڑھ ہزار پونڈ میں خریدی تھی ——— اور یہ گلدان! ——— جی ہاں! اس کمرے کے آگے صحن ہے۔ لیکن میں اُدھر کا حال آپ کو نہ بتاؤں گا ——— میں آپ کو یہ نہ بتاؤں گا کہ اُس طرف مُرغیاں دن بھر کوڑے کا ڈھیر کُرید کُرید کر سارے صحن میں پھیلاتی رہتی ہیں ——— میں آپ کو ہرگز نہ بتاؤں گا کہ اُس طرف رکھے ہوئے پانی کے برتن کائی جمتے جمتے بالکل غلیظ ہو کر رہ گئے ہیں۔ جن میں کیچڑ اور دُھول میں لپٹے ہوئے ننگ دھڑنگ بچے اپنے ہاتھ گھنگھولا کرتے ہیں۔ میں پانی پینے کے ایلومونیم کے اُن کٹوروں کا تذکرہ ہرگز نہ کروں گا جن کے گرد میل جمتے جمتے سیاہ ہو گئے ہیں۔

میں آپ کو اُس کمرے میں نہ لے جاؤں گا جو زیادہ کُشادہ نہ ہونے کے باوجود اللہ کی رحمت کے طفیل دس بارہ آدمیوں کو پناہ دیتا ہے۔ میں آپ کو اُس کمرے میں لگی ہوئی الگنی پر لٹکے ہوئے وہ گندے لحاف ہرگز نہ دکھاؤں گا جو نسلاً بعد نسلٍ کنبہ پروری کرتے ہوئے مجھ تک پہنچے ہیں۔

ہاں تو آپ اسی طرف رہئے ——— اِسی کمرے میں ——— یہ قالین دیکھئے ——— یہ تصویریں دیکھئے ——— یہ قلم دان دیکھئے یہ گلدان دیکھئے، اور یہ اُگالدان ——— سگریٹ! لیجئے نا ——— آخر تکلف کیسا؟

خیر تو ہاں جناب وقت کی بات ہے ——— اب میں اپنے متعلق کیا عرض کروں ——— بہر حال اِتنا ضرور کہوں گا کہ بہت ہی شاہی قسم کے

اب تک میری رگوں میں جوش مار رہا ہے ـــــــ یہی وجہ ہے کہ میں نے
اپنے لئے پیشہ شاہجہانی منتخب کیا ہے ـــــــ کلرکی اپنے بس کا روگ
نہیں۔ اور پھر اس قسم کی ملازمتوں میں رشوت لینی ہی پڑتی ہے ـــــــ حق
حلال کی کوڑی اگر مل سکتی ہے تو صرف مدرسی کے پیشے میں ـــــــ لڑکوں
پر حکومت الگ رہتی ہے ـــــــ اور پھر یہ تو میری اپنی صلاحیت اور قابلیت
کی بات ہے کہ میں ترقی کرتے کرتے وزیرِ تعلیم تک ہو جاؤں ـــــــ میں آپ
سے سچ عرض کرتا ہوں کہ اگر میں وزیرِ تعلیم ہو سکا تو یہ میرے صوبے کی انتہائی
خوش نصیبی ہو گی ـــــــ میں ایک شریف اور وضعدار آدمی ہوں۔ مجھے
اپنی پچھلی زندگی ہمیشہ یاد رہے گی۔ اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ شعبہ تعلیم میں خصوصاً
اساتذہ کی تنخواہوں کے سلسلے میں کافی بچت ہو گی۔ جب اساتذہ اپنی تنخواہوں
میں اضافہ کا مطالبہ کریں گے تو مجھے فوراً اپنی پچھلی زندگی یاد آ جائے گی۔ آخر
میں بھی تو ایک ہائی اسکول میں تجربہ چکا ہوں میری کتنی آمدنی تھی۔ میرے
کیا اخراجات تھے میرے بچے بھی تو ننگے گھومتے تھے۔ میں بھی تو سال میں دو
جوڑ کپڑے پہنتا تھا۔ میں بھی تو پانچویں سال نئے جوتے خریدتا تھا ـــــــ پھر
یہ اب کون سی آفت آ گئی کہ ٹیچروں کی ضروریات ہی پوری نہیں ہو پاتیں۔

جنابِ والا! میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ مجھ میں وزیرِ تعلیم
بننے کی صلاحیتوں کی کمی نہیں ـــــــ اور پھر میری شکل تو آپ دیکھ
ہی رہے ہیں۔

آخر اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے ـــــــ خیر ہنسئے ـــــــ ہمارے
پاس کھوکھلے قہقہوں کے سوا باقی ہی کیا بچا ہے ـــــــ ہم اس کے سوا
کر ہی کیا سکتے ہیں کہ ایک دوسرے کو منہ چڑائیں ـــــــ خود کارٹون
بنیں اور دوسروں کی بخیہ ادھیڑیں ـــــــ بہرحال زندہ دلی بہت
بڑی نعمت ہے ـــــــ اس وسیع کائنات کا ڈکٹیٹر خود ایک بہت
بڑا زندہ دل ہے ـــــــ ذرا ان حسین صورتوں کو دیکھئے ـــــــ ان
بھرے بھرے تمتماتے ہوئے رخساروں کو دیکھئے ـــــــ گھنیری پلکوں
کی چھاؤں میں لہریں لیتی ہوئی ان حسین جھیلوں کو دیکھئے ـــــــ لیکن
جب اس کی زندہ دلی جوش میں آتی ہے وہ انھیں بھی کارٹون میں تبدیل
کر دیتا ہے ـــــــ بھرے بھرے رخسار پچک کر چھوارہ ہو جاتے
ہیں ـــــــ زندگی سے بھرپور جھیلیں خشک ہو جاتی ہیں کھنکتی ہوئی
رنگین ہنسی کھانسیوں میں تبدیل ہو جاتی ہے ـــــــ آپ ہنس رہے ہیں،
ہنسئے، خوب ہنسئے ـــــــ ہنستے جائیے یہاں تک کہ آپ کو بھی کھانسی آنے
لگے ـــــــ

میں خواہ مخواہ بور ہو رہا ہوں ـــــــ آپ بھی کہتے ہوں گے کہاں پھنس
گیا ـــــــ کیا کہا! ـــــــ میری باتیں دلچسپ ہوتی ہیں! ـــــــ جی شکریہ لیکن
مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میں آپ کی کوئی خدمت نہ کر سکوں گا۔ اس کے
سوا کہ اخلاقاً میں بھی آپ کی قابلیتوں کا اعتراف کر کے آپ کو دوبارہ اپنی تعریف
کرنے کا موقعہ دوں ـــــــ آپ برا نہ مانئے گا ـــــــ مجھے آپ کے
خلوصِ نیت پر شبہ نہیں ـــــــ میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ میرا حلقہ احباب
بہت وسیع ہے ـــــــ میرے دوست مجھے بے حد چاہتے ہیں، اور کیوں
نہ چاہیں جب کہ وہ مجھے اپنی محفل کا بھانڈ سمجھتے ہیں۔ میں ان میں بیٹھ کر کبھی اپنا
دکھڑا نہیں روتا۔ انھیں ہمیشہ ہنسنے ہنسانے پر مجبور کرتا رہتا ہوں ـــــــ ان
سے کبھی ادھار نہیں مانگتا ـــــــ اگر مجھ میں یہ سب نالائقیاں نہ ہوتیں تو یہ
سب مجھے "بور" کے خطاب سے نوازتے اور ان میں سے کوئی مجھے منہ لگانا بھی
پسند نہ کرتا۔

بہرحال آپ شوق سے میری تعریف کیجئے ـــــــ اگر مجھ میں ذرہ
برابر بھی شرافت ہے تو اس کے بدلے میں اپنی کسی کتاب کا انتساب آپ کے نام
سے ضرور کروں گا ـــــــ خیر چھوڑئیے ان باتوں کو!

آپ اس شہر میں اجنبی معلوم ہوتے ہیں ـــــــ آرام سے بیٹھئے، آپ
یہاں تنہائی سے اکتا رہے تھے ـــــــ یہ خانۂ بے تکلف ہے ـــــــ میں
آپ کو ہرگز یہ نہ محسوس ہونے دوں گا کہ آپ اس شہر میں اجنبی ہیں ـــــــ ذرا
دھوپ کچھ اور ڈھل جانے دیجئے میں آپ کو یہاں کے تاریخی مقامات دکھانے
کے لئے لے چلوں گا ـــــــ آپ کو تکلیف تو ہو گی ـــــــ اس الماری سے کوئی
کتاب نکال لیجئے ـــــــ میں ابھی دس منٹ میں حاضر ہوا۔

٭ ٭ ٭

آپ تنہائی میں اکتائے ضرور ہوں گے ـــــــ مجھے ذرا دیر ہو گئی، بات
ہی ایسی پیش آ گئی تھی ـــــــ خیر لیجئے چائے پیجئے ـــــــ چائے کے سیٹ کی پسندیدگی
کا شکریہ ـــــــ یہ سیٹ سلطان عبدالحمید والیٔ ترکی نے پردادا مرحوم کو بطور
نذر پیش کیا تھا ـــــــ اس چائے دانی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ

اس میں جائے جاڑوں میں ٹھنڈی اور گرمیوں میں گرم رہتی ہے ——— ہاں
تو صاحب کیا بتاؤں اس وقت آپ کو خواہ مخواہ تنہائی کی تکلیف اُٹھانی پڑی میرے
بچے بہت زیادہ شریر ہیں ——— چھوٹے صاحبزادے نے سو روپے کا ایک
نوٹ تو مروڑ کر چوہے کے بل میں ٹھونس دیا تھا جو بمشکل تمام نکل سکا اور ایسی
حالت میں کہ پچاس ہی روپے کا رہ گیا تھا ——— اسی حماقت میں دیر
ہوگئی دابے اُلو کے پٹھے آخر تم یہ جان کر کیا کرو گے کہ میں اتنی دیر تک دودھ
والے کی خوشامد کرتا رہا تھا۔ کہ وہ بس آج اور اُدھار دے دے ——— کیونکہ یہ
یہ عزت کا معاملہ ہے)

ہاں تو جناب لیجیے سگریٹ حاضر ہے ——— آپ بیٹھے بیٹھے اُکتا گئے
ہوں گے ——— چلئے آپ کو یہاں کے تاریخی مقامات دکھادوں۔

جی ہاں میرا شہر کافی خوبصورت ہے ——— یہاں بڑے شاندار ہوٹل
ہیں ——— فرسٹ کلاس پکچر ہاؤس ہیں ——— اور بہت سی حسین تفریح گاہیں
ہیں ——— لیکن اس عمارت کو دیکھیے ——— یہ ایک تاریخی یادگار ہے، آپ
نہیں سمجھے؟ تو سُنیے ——— یہ میرے اسکول کی عمارت ہے۔ اس کی ابتدا ایک
پھوس کے جھونپڑے سے ہوئی تھی ——— اب یہ ایک عالیشان عمارت
ہے ——— یہ تاریخی یادگار اس لئے ہے کہ لوگ اس کے بانی کو گالیاں دیتے
ہیں۔ گالیاں اس لئے دیتے ہیں کہ جس اسکول کو اس نے پھوس کے جھونپڑے سے
شروع کیا، اُسے ہائر سیکنڈری اسکول کیوں بنادیا اور اب اُسے کالج بنانے کی
فکر میں کیوں ہے۔ اُسے اس لئے بُرا بھلا کہتے ہیں کہ وہ اُن کے بچوں کو متوسط
طبقے کی گھریلو گندگیوں سے نکال کر بلندی کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ لوگ
اس لئے اُس سے خار کھاتے ہیں کہ وہ اپنی پوزیشن کا خیال کئے بغیر اسکول
میں جھاڑو تک دے ڈالتا ہے ——— اب فرمایئے کہ یہ عمارت تاریخی یادگار
ہے یا نہیں؟

صرف میرے ہی اسکول کی بات نہیں۔ میں بچوں کے ہر تعلیمی ادارے
کی عمارت کو تاریخی یادگار سمجھتا ہوں ——— آپ پھر ہنس رہے ہیں، آپ
نے شاید ان اسکولوں میں "دعا" کا منظر نہیں دیکھا۔ اسکول کی گھنٹی بجتے ہی
سب لڑکے ایک قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک لڑکا دعا پڑھتا ہے
اور سب اُسے دہراتے ہیں۔

"اے رب تو بزرگی والا ہے! ہم سب کی جان تیرے قبضے میں
ہے۔ تو ہم کو نیک راہ پر چلا اور بُرائیوں سے دُور رکھ"

یہ بچے روزانہ گراموفون کے ریکارڈ کی طرح اس دعا کو دُہرائے جاتے
ہیں اور ساتھ ہی ساتھ گھر سے چُرائے ہوئے پیسوں کا مصرف بھی سوچتے جاتے
ہیں۔ اُن میں سے کوئی اپنے ساتھی کی کتابیں چُرا لینے کا پروگرام بناتا رہتا ہے۔
اور کوئی کسی نیک لڑکے کو پٹوا دینے کے امکانات پر غور کرتا رہتا ہے ——— تو
سُنئے میں اس لئے ان عمارتوں کو تاریخی یادگار کہتا ہوں کہ انہی بچوں میں سے کئی
قومی رہنما ہوں گے اور کئی حکومت کے بڑے بڑے عہدے سنبھالیں گے ——— اُس
وقت تک یہ گھر سے چُرائے ہوئے چند پیسے لاکھوں کی شکل میں تبدیل ہو چکے ہونگے
کتابوں کی چوری بلیک مارکٹنگ کا روپ دھار چکی ہوگی۔ اور یہ اپنے عہدوں کا
حلف لیتے وقت کہیں گے ———

"ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتے ہیں کہ ہمیشہ
ملک و قوم کی بھلائی کے لئے اپنے عزیزوں کو اچھی اچھی
ملازمتیں دلوائیں گے۔ ملک کی ترقی کے لئے اپنے بیٹوں کو
سڑکوں کی تعمیر کے ٹھیکے دیں گے۔ اپنی حکومت کو سربلند
کرنے ——— اور عوام میں مقبول بنانے کے لئے چوربازاری
کی ہمت افزائی کریں گے۔ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد
کرتے ہیں کہ ملک کی ترقی کے لئے اپنی حکومت میں کسی
ایماندار کا وجود برداشت نہیں کریں گے۔ کیونکہ ایماندار
لوگ اینگلو امریکن بلاک کی سیاست کو سمجھنے کی صلاحیت
نہیں رکھتے"

ہاں تو جناب ——— اب فرمایئے ——— کیا میں ان عمارتوں کو
تاریخی یادگاریں سمجھ کر غلطی کر رہا ہوں۔

اب آیئے میرے ساتھ۔ یہاں شہر میں اب کوئی تاریخی یادگار باقی
نہیں رہ گئی۔ یہاں سے تین میل کے فاصلے پر صرف ایک تاریخی یادگار رہ گئی ہے
کیا آپ پیدل نہ چل سکیں گے؟ ——— معاف کیجئے گا میں بھول گیا تھا کہ آپ
بھی میری ہی طرح ایک شریف آدمی ہیں ——— خیر آیئے ایک تانگہ کئے لیتے ہیں
ارے آپ متحیر کیوں ہیں ——— جی ہاں یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے
یہاں ایک زبردست تاریخی یادگار ہے ——— ادھر آیئے

تالاب دیکھ رہے ہیں؟ —— جی ہاں یہی وہ تاریخی یادگار ہے —— لیجئے آپ تو پھر ہنسنے لگے۔ بخدا میں آپ سے سچ کہہ رہا ہوں —— اسی گندے تالاب کے کنارے ۱۹۴۲ء میں دیش سیوکوں پر گولیاں چلی تھیں۔ اور وہ سامنے ایک جھونپڑا پڑا ہے —— وہاں ایک مشہور غنڈہ رگھبیر رہتا تھا۔ وہ پیدائشی غنڈہ نہیں بلکہ پیدائشی یتیم تھا۔ بچپن میں بھوک نے اُسے بدمعاش بنا دیا اور اُس کی ساری عمر بدمعاشی میں گزر گئی۔ جب ۱۹۴۲ء کا اندولن شروع ہوا تو وہ بوڑھا ہو چکا تھا۔ اُس وقت اُس کی زندگی میں زبردست انقلاب رونما ہوا۔ اُس نے گاؤں کے جوانوں کی رہبری شروع کر دی —— نہ جانے اُس میں اچانک یہ تبدیلی کیسے ہوئی —— نہ جانے وہ ایک چور سے جنگِ آزادی کا سپاہی کیسے بن گیا —— اُس کے کچھ ساتھی مارے گئے اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔

رہائی کے بعد وہ محنت کشوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگا —— اسی تالاب کی مچھلیاں اُس کی زندگی کا سہارا تھیں۔ وہ اُنھیں شہر لے جا کر ایسے داموں پر فروخت کرتا تھا کہ اُس کے کنبے کی پرورش اچھی طرح ہو جاتی تھی۔

اور پھر —— آزادی آئی —— ملک "ترقی" کرنے لگا۔ نئے نئے محکمے قائم ہوئے —— اور اس تالاب کے کنارے مچھلیوں کی پرورش و پرداخت کا بورڈ لگا دیا گیا۔ اب اُس میں سے مچھلیاں پکڑنا ایک بھاری جرم تھا —— بوڑھے رگھبیر کی آنکھوں تلے اندھیرا آ گیا وہ کئی دن تک سوچتا رہا کہ اب کیا کرے۔ آزادی نے اُونچے مکانوں کے باورچی خانوں کے لئے مچھلیاں تو پالنی شروع کر دی تھیں۔ لیکن بوڑھے رگھبیر کے لئے اُس کے پاس سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔

رگھبیر نے فاقوں سے تنگ آ کر پھر چوری کی —— اور پکڑا گیا ——،

تو جناب آپ کو ماننا ہی پڑے گا کہ یہ گندہ تالاب بھی ایک تاریخی یادگار ہے —— آخر آپ ہنستے کیوں ہیں؟ کیا مجھے احمق سمجھتے ہیں؟

کان کھول کر سُن لو، اب تاج محل، اجنتا، اور قطب مینار کو شہد لگا کر چاٹنے سے کام نہ چلے گا۔ تمہیں کہنا پڑے گا کہ یہ گندہ تالاب جس میں وطن کے جانفروشوں کا خون لہریئے ڈال چکا ہے —— یہ گندہ تالاب جس نے گورے آقاؤں کے پنجے سے رہا ہوتے ہی ایک دیش سیوک کی روٹی چھین کر اُسے دوبارہ چور بننے پر مجبور کر دیا، ہندوستان کی سب سے بڑی تاریخی یادگار ہے —— کہو —— کہو —— کہتے ہو یا میں تمہارا گلا گھونٹ دوں —— اوہ معاف کیجئے گا —— دیوانگی میں آپ کی شان میں گستاخی کر بیٹھا —— میں یہ بھول گیا تھا کہ آپ بھی میری ہی طرح متوسط طبقے کے ایک شریف آدمی ہیں —— ہمیں یہ باتیں ہرگز زیب نہیں دیتیں۔ ہمیں اپنے آبا و اجداد کی راہ سے نہیں ہٹنا چاہئے —— ہمارے آبا و اجداد جو قصیدے کہہ کہہ کر بڑی بڑی جاگیریں حاصل کیا کرتے تھے —— آئیے ہم آپ بھی اللہ کا نام لے کر قصیدہ کہیں —— شاید اُس پاک بے نیاز کی رحمت اسی کی منتظر ہو ——

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ ہو اُس سے مایوس اُمیدوار